” قلم کا قرض“اردو ادب میں رزمیہ شاعری کے تناظر میں

محمد جنیدآزر[1]، ڈاکٹر سید اشفاق حسین بخاری **

Abstract:

"Epic is the oldest form of classic literature and found in various language of the world but there are no examples of long epics in Urdu literature. There are some elements of elegy in the genus of epilogue, but we could not call it a complete epilogue. “Qalam ka Qarz” written by Shaukat Wasti is the maiden example of its kind in Urdu literature. In it, all the colors of history, fiction, drama, music and poetry are found. The epithet refers to confrontation and strife. Its language is distinctive and the style is diligent. Familiarity with various sciences and familiarity with other languages, such as Greek, Roman, English, Hindi, Persian and Arabic, is helpful for writing an essay."

Key words: Epic, Qalam ka Qarz, Shaukat Wasti, oldest literature, long poem, great characters.

کلیدی الفاظ:رزمیہ یا حماسہ، قلم کا قرض، شوکت واسطی، قدیم ادب، طویل نظم، عظیم کردار۔

رزمیہ یا حماسہ وہ صنفِ سخن ہے جس پر اردو زبان میں بہت کم کام سامنے آیا ہے۔ یہ وہ صنف ہے جو داستان کی طرح وجود میں آتی اوراس میں تاریخ، افسانہ، ڈرامہ، موسیقی اور شاعری کی آمیزش ہوتی ہے۔اس کا موضوع بڑا اور کردار عظمت و رفعت رکھتے ہیں۔ اس میں جنگ وجدل، حق و باطل کی کشمکش کا بیان بلندآہنگ، انفرادی اسلوب اور اس کی زبان شاند ار ہوتی ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا تخلیق کار مختلف زبانوں اور علوم سے اچھی واقفیت رکھتا ہو۔ اس کے پاس الفاظ کا وسیع ذخیرہ ہو اور وہ اسے برمحل اور برجستہ استعمال پر قدرت رکھتا ہو۔ تاریخ، مذہب اور اقوا م عالم کے کلاسیک ادب پر اس کی گہری نظر ہو۔رزمیہ کا کینوس بہت وسیع ہے۔ عالمی ادب میں شاہکار کہلائے جانے والے رزمیے اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ ان کے تخلیق کار شاندار پرواز تخیل اور وسیع علم کے حامل تھے اور زندگی کے تجربات و مشاہدات کا بیان رکھنے کی بھرپور قدرت رکھتے تھے،یہی وجہ ہے کہ وہ اعلیٰ رزمیے تخلیق کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ڈاکٹر تزئین گل کے مطابق:

> "رزمیہ وہ سخن ہے جو داستان کی صورت تخلیق کی جاتی ہے۔ اس میں تاریخ، افسانہ، ڈرامہ، موسیقی اور شاعری تمام اصناف کے رنگ پائے جاتے ہیں۔ اس کا متن و مواد عظیم الشان ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے کردار بھی عظیم و جلیل ہوتے ہیں۔ رزمیہ نام ہی کے حوالے سے تصادم، کشمکش اور کشاکش سے عبارت ہوتی ہے۔ اس کی زبان مخصوص اور اسلوب پُرشکوہ ہوتا ہے۔ رزمیہ قلمبند کرنے کے لیے مختلف علوم سے واقفیت اور دیگر زبانوں کے ادب یعنی یونانی، رومی، انگریزی، ہندی، فارسی اور عربی سے آشنائی مددگار ثابت ہوتی ہے۔" **(1)**

اردو زبان میں رزمیہ کی صنف کا وجودخال خال نظرآتا ہے۔ اردو مرثیہ میں اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ بھاشا میں ”آلہ اودل“ کی صورت میں ایک رزمیہ کا ذکر ملتا ہے جو اب نایاب ہے۔

---

[1]پی ایچ ڈی اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

** چیئرمین اردو ڈیپارٹمنٹ، قراقرم انٹر نیشنل یونیورسٹی، گلگت بلتستان

سرسید کی فرمائش پر حالی نے "مسدس حالی" لکھی۔ بعد میں حالی نے "مسدس" کی طرزپر اور بھی بہت سی نظمیں لکھیں جن میں سادہ الفاظ میں تاریخ، معاشرت، اخلاق اور فلسفہ کے مختلف پہلو بیان کیے۔ اٹھارویں صدی کا سب سے شاندار رزم نامہ غضنفر حسین کی طویل مثنوی رزم "جنگ نامہ عالم علی خان" ہے یہ طویل نظم دکنی ادب کی تاریخ، جنگ و جدل، حالات و واقعات میں ایک سندکی حیثیت رکھتی ہے۔ دکنی ادب کی طرح یونانی، ایرانی، ترکی ودیگر زبانوں میں بھی رزمیہ گیتوں کی اپنی شاندار روایات موجود ہیں۔ تقسیم سے کچھ برس پیشتر حفیظ جالندھری نے " شاہنامہ اسلام" تحریر کی۔ اردو رزمیہ شاعری میں قیام پاکستان کے بعد بیش بہا اضافہ ہوا خصوصا 65ءاور 71ءکی جنگ میں جس طر ح ہمارے متعدد شعراءاورگلوکاروں نے مادرِوطن کی محبت سے سرشار ہوکر خوبصورت رزمیہ گیت تخلیق کیے اور ہمارے فوجی جوانوں کا جوش و جذبہ بلند کیے رکھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔65ءکی جنگ کے دوران ان رزمیہ گیتوں کو سن کر قوم کا عزم و لولہ بڑھتا رہاتھا۔ ان گیتوں میں جذبہ حب الوطنی، جوش وعقیدت آج بھی دلوں کوگرما دیتی ہے۔

پروفیسر شوکت واسطی ایک ہمہ جہت ادبی شخصیت تھے جو بیک وقت مورخ، عالم، شاعر اور زبان دان کے طور پرانفرادی پہچان رکھتے تھے۔ "قلم کا قرض" ان کی اعلیٰ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس رزمیے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ وسیع، مشاہدہ عمیق، اندازبیاں دلفریب اور زبان کثیرلفظیات لیے ہوئے ہے۔ یہ رزمیہ ان کی قادر الکلامی، محنت وجانفشانی اور عرق ریزی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔شوکت واسطی نے اس تخلیق کے موضوع کے لیے انسان کا انتخاب کیا۔ انسانی تخلیق کے روز اول سے شروع ہونے والی یہ داستان اپنے موضوع کی وسعت کے ساتھ ساتھ شوکت واسطی کی اس دلی خواہش کا مظہر بھی ہے جو ان کے نام کو اس ادبی کارنامے کی وجہ سے زندہ و جاوید کر دے۔ اس کا اظہارانہوں نے کھل کر کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

بنی آدمی کی کہانی کیجئے
جمع گنجینہ، الفاظ و معانی کیجئے!
ادب عالیہ کا عمدہ وہ فن پارہ انساں دانی،
غیراساطیری واصل امکانی
رزمیہ، سانچے کی تکنیک میں ڈھل جائے.... نہیں جس میں ہو آنی کانی
شاہکار، آرٹ کا بے مثل نمونہ، نہ ہو جس کا ثانی
....جاودانی....
کہ مجھے بھی وہ کرے لافانی! (2)

شوکت واسطی نے اس رزمیے کی تخلیق کے لیے بنیادی خیال ملٹن کی شہرہ آفاق تخلیق "پیراڈائز لوسٹ" سے اخذ کیا مگر یہ خیال اس سے زیادہ ہمہ گیر نوعیت کا ہے۔سلیم بہادر خان "قلم کا قرض" کے بنیادی خیال پر اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلم کاقرض" کا بنیادی خیال اپنے پیشرو پیراڈائزلاسٹ سے زیادہ ہمہ گیر نوعیت کا ہے ملٹن کے خالصتاًمذہبی اور پیوری ٹن پس منظر میں وہ رزمیہ انسانی تاریخ کے صرف ایک واقعے سے متعلق ہے یعنی آدم کا گناہ اور شیطان کی ریشہ دوانیاں۔ شوکت واسطی نسبتاً لبرل اور تنگ نظری سے پاک معاشرہ کی پیداوار ہیں چنانچہ ان کا رزمیہ نہ صرف بیشتر انسانی تاریخ کا احاطہ کرتاہے بلکہ تمام آفاقی تحریکوں، خیروشر کی آویزشوں، اجتماعی اور انفرادی لغزشوں کی کہانی پر محیط ہے اور اس طرح شوکت واسطی نے ایک روایتی موضوع کو زندگی کے سانچے میں ڈھال کر اس کو تازگی اور جلا بخشی ہے۔".... (3)

ملٹن کی تصنیف کے مقابلے میں شوکت واسطی نے اپنے رزمیہ کے کینوس کو کائنات کے ساتھ ساتھ وسیع کیا ہے اور ان کا رزمیہ نہ صرف نسل انسانی کا احاطہ کرتا ہے بلکہ تمام آفاقی تحریکوں، خیروشر کی آویزشوں، اجتماعی اور انفرادی لغزشوں کی داستان بھی سناتاہے۔شوکت واسطی نے رزمیہ کے روایتی موضوع کو وسعت دیتے ہوئے اسے زندگی کے رنگ و آہنگ سے ہم آمیز کردیا اور اس صنف کو ایک نیا اور تازہ اسلوب عطا کیا ہے۔ سلیم بہادر خان لکھتے ہیں:

’’شوکت واسطی کا رزمیہ "قلم کا قرض" جدید یت کا حامل ہے اور انسانی تاریخ اور انسانی اعمال کی دستاویز معلوم ہوتا ہے۔ اس میں ہبوطِ آدم سے لے کر آویزش خیرو شر، نظریہ اضافیت، ملوکیت و ملائیت، تصور اشتراکیت، طبقاتی تفریق حتیٰ کہ کالا علم، جنسی بے راہ روی تک کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ‘‘ (4)

شوکت واسطی نے اپنے زرمیہ میں انسانی تاریخ کو تسلسل سے آگے بڑھاتے ہوئے واقعات کا بیان کیا ہے۔ اس ساری داستان کے بیان میں ان کے پیش نظر قرآن رہا۔ رزمیہ کی داستان کو آگے بڑھانے کے لئے شوکت واسطی نے حضرت اقبالؒ کی تقلید کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ السلام کواپنی پیشوائی کے لیے منتخب کیا اور جہاں جہاں ماضی کے دریچوں میں جھانکنے کی ضرورت پیش آئی وہاں انہوں نے جمشید کے جام جہاں نما کے آئینے سے کام لیا ہے۔اس آئینے کی ذریعے شاعر اور حضرت خضر علیہ السلام کائنات کے تخلیقی عمل کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے روز اول کا منظر آتا ہے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ یہ وہ منظر ہے جس کے بعد کائنات کا منظرنامہ بدل جاتا ہے۔ ابلیس اپنی برتری کے زعم میں آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کردیتا ہے کہ ایک ناری مخلوق کس طرح سے خاکی مخلوق کو سجدہ کرسکتی ہے۔ یہاں سے کائناتی واقعات کا پہیہ گردش میں آتا ہے۔ ابلیس کا انکار اسے خالق کائنات کی نظروں میں معتوب ٹھہراتا ہے اور یوں وہ بہشت سے راندہ درگا ٹھہرتاہے۔ مگر جاتے جاتے خالقِ کائنات سے یہ مراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ وہ انسان کو اللہ کی راہ سے بہکائے گا۔ یہی وہ موڑ ہے جس نے آدم کی قسمت بدل دی، یہاں سے قصہءآدم و حوا کا آغاز ہوتا ہے۔ آدم کا جنت کی پُرآسائش زندگی میں ایک ساتھی کی خواہش کا اظہار کے نتیجے میں اس کی پسلی سے حوا کی تخلیق ہونا، ابلیس کا حوا کو بہکانا اور پھر بہکاوے میں آکر شجرِ ممنوعہ چکھنا،جس کے نتیجے میں معتوب ہو کر زمین پر اتارے جانے کا حکم ملنا،اس خطا پر نادم آدم کا توبہ واستغفار سے دوبارہ مقرب ہونا اور آرام کی زندگی گزارنا، پھر اس کے بعد ہابیل و قابیل کا واقعہ پیش آنا، دنیا میں پہلا قتل اور پہلی مرتبہ موت کا ذائقہ چکھنے کے واقعات کو بڑی سہولت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد قرآنی قصائص کی روشنی میں شاعر نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام ونمرود، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤدعلیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفرعون، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد کے واقعات کا تسلسل سے بیان کیا ہے۔ ارسطو کا خیال ہے کہ:

"ایپک شاعری چونکہ افسانوی ہوتی ہے اس لیے بہت سے واقعات جو ایک ہی وقت میں گزرے ہیں، پیش کر سکتی ہے اور اگر وہ باربط ہوں تو ان سے نظم کی قدروقیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس میں وقار، عظمت، تنوّع اور اس کے قصوں میں رنگا رنگی پیدا ہوجاتی ہے۔" (5)

"قلم کا قرض" تاریخی واقعاتی تسلسل کے ساتھ آگے بڑھتی ہے۔ منظر درمنظر واقعات فلم کی طرح چلتے ہیں۔ ایک منظر میں عزازیل کے دیواستھان کا اندرونی منظرپیش کیا جاتا ہے۔ابلیس اور اس کے گماشتے اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ جو ابلیس کے چیلوں کا بیان ہے جو انسان کو بہکانے اور اعمال بد کرنے پر اکسانے کے کارنامے نہایت ڈھٹائی سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن شیطانی اعمال اور اخلاقی پستیوں کا ذکر ہے جو انسان کو اُس کے اصل مقام سے بہت دور کردیتی ہیں ان میں بغض و عناد، خوف وہراس، وہم و وسوسہ، طمع و لالچ، دین فروشی، اشتراکیت، استبدادیت، داداگیری وغلامی، سود خوری، راس رس، کالا علم، جنسی بے راہ روی، سقیم ادب، دختر کشی، جہل، ذات پاک کی تقسیم اور طبقاتی کشمکش وغیرہ شامل ہیں۔ آگے عربوں کی جہالت، انسانی قربانی، مظاہر پرستی، صائبی، مجوسی، یہودی، عیسائی اور عرب قبائل کی مذموم رسومات اور زمانہ جاہلیت کا ذکر ہے۔ یہاں سے بعثتِ نبوی کا احوال بیان کرکے سیرتِ النبیﷺ کا ذکر اختصار و جامعیت سے کیا گیا ہے، جس میں اسلام کی اشاعت و مخالفت، دشمنانِ دین کی چیرہ دستیاں، حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام، شعبِ ابی طالب کا واقعہ، طائف و

ہجرت حبشہ، میثاق عقبہ و معراج العاشقین، عام الحزن و ہجرت مدینہ، غزؤات ثلاثہ و یہودیوں کی غداری اور انجام، فتح مکہ و غزوہ حنین اور آخر میں حجتہ الوداع کا بیان ہے۔ اس کے بعد کے اہم واقعات میں خلفائے راشدین کا دورِ حکومت واقعہ کربلا اور تخلیقِ پاکستان شامل ہیں یوں گویا ایک عمل جو تخلیقِ آدم سے شروع ہو ا مختلف مراحل سے گزرتا ہوا قیام پاکستان پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

شوکت واسطی نے اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ رزمیہ میں عمل کی رفتار کے مطابق زبان استعمال کی جائے۔ وہ رزمیہ میں جہاں تصادم، کشمکش یا حرکت و عمل کی عکاسی کرتے ہیں،وہاں سادہ، موثراور رواں دواں زبان استعمال کرتے ہیں تاکہ قاری اس سے محاکات کا مزا لے سکے اور چشمِ تصور سے رزمیہ دیکھ سکے۔ دوسری طرف جہاں عمل کی رفتار دھیمی ہے وہاں ان کی زبان، مقفیٰ، پرتصنع اور گھمبیرہے۔ شوکت واسطی کے رزمیہ کا سب سے بڑا کمال اس کا ذخیرہ الفاظ ہے جو لامحدودنظر آتاہے۔ ہر موقع اور ہر صورت حال کے لیے پُر شکوہ نفیس و شائستہ یا رکیک و بازاری الفاظ اس برجستگی اور روانی سے استعمال ہوئے ہیں۔"قلم کا قرض" میں واقعات کا لامحدود سلسلہ ہے جسے شوکت واسطی نے محاکاتی انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے بیان میں تنوع، بو قلمونی اور نگا رنگی ہے جس سے طبیعت اکتاہٹ کا شکارنہیں ہوتی۔ قرن درقرن پر محیط موضوع اظہارِ بیان کے اعلیٰ معیار سے مزین ہے۔ کلام کو تکرارواعادہ سے بچانے کے لئے انہوں نے ہر مصرع کو نہایت خوبصورتی سے تراشا اور موزوں وہم پلہ الفاظ سے آراستہ کیاہے۔ ہر کردار کو منفرد بناتے ہوئے اس کی گفتگواور مکالمے کو نئی جہت دینے کی کوشش کی ہے تاکہ یکسانیت اور تکرار سے بچاجا سکے۔

"قلم کا قرض" اردو کی باقاعدہ اولین طبع ز ادرزمیہ ہے۔ اس میں شاعر نے تاریخ انسانی اور معرکہ ہائے خیروشر کو نہایت اختصار اور جامعیت سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے تخلیقِ آدم سے لے کر تاحال، تاریخِ حیات کے تمام اہم نقوش کو نہایت چابکدستی سے صفحہ ءقرطاس پر اتارا ہے۔ اس میں تسلسل بیان کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ہر واقعہ اپنے اندر آغاز، عروج اور اختتام لئے ہوئے ہے، اس میں عمل کی رفتار حسبِ موقع سست اور تیز ہوتی ہے۔ اِس کی مرقع نگاری اور مکالمہ نویسی بے ساختگی لئے ہوئے ہے۔ اس کی زبان مرعوب کن، اِس کی محاکات نگاری اور نغمگی مسحورکن ہے۔ اس کی بحرقابلِ تعریف ہے۔ بحرحال یہ رزمیہ قابلِ ستائش ہے۔ سلیم بہادر خان اس بارے میں کہتے ہیں:

> ''مجموعی طور پر "قلم کا قرض"ایک ایسا شاہکار ہے جس کی قدروقیمت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جائے گی اور جب صدیوں کی دھول ہماری تہذیب اور ثقافت کو گہنا دے گی تو یہ رزمیہ ہماری تاریخ اور ہماری اقدار کی نشان دہی کرے گا۔ ....''(6)

شوکت واسطی نے اپنی علمیت، تاریخ دانی، قادر الکلامی اور جانفشانی "قلم کا قرض" لکھنے پر صرف کی ہے لیکن افسوس ہماری قوم کی بے قدری پر کہ بہت کم لوگ اِس سے واقف ہو سکے ہیں تاہم آنے والا وقت اس کی قدر و قیمت کا تعین کرے گا۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان اِس کی فنی و فکری خوبیوں کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "شوکت واسطی نے اپنی ستر سالہ محنت کو"قلم کا قرض" کے نام سے ایک رزمیہ کی صورت میں دنیائے اَدب کے سامنے پیش کردیا ہے۔ اِس طرح شوکت واسطی ہومر، ورجل، فردوسی، والمیک، ملٹن اور ماناس کے مقابل آگئے ہیں۔ صرف یہی اعزاز اس نظم کے لئے کم نہیں ہے کہ اس کے مصنف نے دنیا کی معلوم تاریخ کے ہزاروں برسوں کے اَدب میں ایک عظیم نظم کا اضافہ کیا ہے۔ واسطی صاحب بہت بڑے صاحب علم و فضل ہیں۔ بلند پایہ ڈکشن ہی نہیں پوری ڈکشنریاں اُن کے سامنے دست بستہ موجود ہوتی ہیں۔ چونکہ اُردو زبان میں ایپک کی کوئی روایت اور نمونہ موجود نہ تھااس لئے اس کا اسلوب بھی بہم نہ تھا۔ واسطی صاحب نے اپنے اس عظیم کارنامے کے لئے ایک نیا اسلوب بھی تخلیق کیا....مگر افسوس کہ اِس بدنصیب قوم کو ابھی تک پتہ نہیں کہ اُن کے عہد میں ایک شخص کتنا عہد ساز کام کرچکا ہے۔" (7)

شوکت واسطی کے یارِ مہربان ایوب محسن، جن کی ترغیب و حوصلہ افزائی پر انہوں نے یہ رزمیہ لکھنے پر کمرہمت باندھی، "قلم کا قرض"کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسے شوکت واسطی کی جودتِ طبع کی آزمائش کہیں یا شوخیِ بیاں کی نمائش کہ یہ رزمیہ شگفتگی وروانی کا شہکار بن کر سامنے آئی ہے کیونکہ یہ امر تو مسلّم ہے کہ شوکت کا قلم کسی مضمون کے بیان میں کبھی مشکل یا رکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ الفاظ کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا شوکت کے فن کا خاصہ ہے یہی باعث ہے کہ اِس رزمیے کا ایک ایک مصرعہ قاری کے ذہن میں خوشگوار تاثر چھوڑتا چلاجاتا ہے۔ اس نظم میں موسیقی و ترنم کی ایک نہایت واضع طور پر محسوس لہر رواں دواں ملتی ہے۔ شوکت کے تراجم میں جو اجنبی ماحول پایا جاتا ہے اس کے بجائے اب ہمیں مشرقی تہذیب کا مانوس پسِ منظر دکھائی دیتاہے۔ اپنی روایات، اپنی تاریخ اور اپنی ثقافت میں ڈوبی ہوئی یہ طویل رزمیہ نظم آفرینشِ آدم سے تخلیقِ پاکستان تک مختلف اہم مرحلوں سے قاری کوگزارتی ہوئی اور ایک حیرت ناک طلسمی انداز کے زمان و مکان کی وسعتوں کی سیر کراتی ہوئی ہمارے ذہنوں کو انسانی تہذیب و ترقی کے اہم سنگ ہائے میل سے روشناس کراتی ہے۔۔اتنی بڑی کہانی اتنے تاثر انگیز پیرائے میں بیان کرنا شوکت واسطی کا زندہ کارنامہ ہے جو اردو شعرو ادب میں ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔“ ....(8)

حوالہ جات

1. بحوالہ مضمون، اردو کی اولین طبع زاد رزمیہ قلم کا قرض (ایک جائزہ)، ڈاکٹر تزئین گل، مشمولہ ششماہی تحقیقی مجلّہ خیابان، مدیر ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری، جامعہ پشاور، بہار 2009، ص 204-205
2. قلم کا قرض،شوکت واسطی، واسطی پرائیویٹ لمیٹڈ پشاور، باراول 1986، ص 12-13
3. بحوالہ مضمون "قلم کا قرض۔ ایک جائزہ" از سلیم بہادر خان، مشمولہ گل بکف 6 سالنامہ،اسلام آباد، بزمِ علم و فن پاکستان، 1996، ص 205
4. بحوالہ مضمون "قلم کا قرض۔ ایک جائزہ" از سلیم بہادر خان، مشمولہ "شوکت واسطی فن کے آئینے میں" مرتبہ محمداقبال نجمی، سجاد مرزا، فروغ ادب اکادمی، گوجرانوالہ1998، ص 280
5. بوطیقا، فن شاعری، مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی، مشمولہ ارسطو سے ایلیٹ تک، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، 1985، (اشاعت سوم)، ص 122
6. بحوالہ مضمون "قلم کا قرض"، سلیم بہادر خان، مشمولہ گل بکف (6)، ص 212
7. بحوالہ "دل پشوری"، ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، مطبوعہ روزنامہ آج پشاور، 15 مئی 2002
8. دیباچہ قلم کا قرض، محسن ایوب، ص 6